© rasailojaraid.com

بہ بالینم اگر دستی بمالی — ہمہ از آب چشم تر بیابی
دل صد پارہ ام گر باز جوئی — بہ ہر یک پارہ صد نشتر بیابی
ہمیں گر آتش دل ہست ورزے — مرا یک مشت خاکستر بیابی

چو گفتارِ حمید آری فراہم
حدیثِ عشق سرتاسر بیابی

ایک قطعہ میں چار چیزوں پر فخر کرتے ہیں۔ حسام الدین کی دوستی اور رشید کے بھائی ہونے پر اور یہ کہ ع

اوستادی ہم چوں شبلی چوں سروشم رہبری

(شبلی جیسا اُستاد ہے اور سروش میرا رہبر ہے)

مولانا کا فارسی کا اور بھی کلام ہے، جو زیرِ طبع ہے۔

نوائے پہلوی کی قیمت چار روپے ہے۔

ان دونوں کتابوں کی قیمت ماہنامہ میثاق لاہور بھجوا کر ناشرین سے انہیں منگوایا جا سکتا ہے۔ ناشرین۔ دائرہ حمیدیہ۔ مدرسۃ الاصلاح۔ سرائے میر۔ اعظم گڑھ۔ یو۔ پی۔ ہندوستان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں نہیں، اسلام کے زندگی بخش نظام کو اختیار کرنے اور اسے انسانیت کے سامنے پیش کرنے میں ہے۔ اشتراکیت نے صرف انصاف کا نام استعمال کیا ہے ورنہ اُسے عدل وانصاف سے کوئی حقیقی دلچسپی نہیں ہے۔ اسلام عدل اور قسط کا نظام قائم کرنے آیا ہے۔ اور دکھی انسانیت کی نجات اس میں ہے محض اس کا نام لینے میں نہیں، یا دوسرے نظاموں پر اس کا لیبل چسپاں کرنے میں نہیں۔ بلکہ اسلام کے پورے نظام کو قائم کرنے میں ہے "

اور یہی وہ نقطۂ نظر ہے جسے "چراغِ راہ" ملتِ اسلامیہ کے سامنے پیش کر رہا ہے، سوشلزم کی باتیں کرنے والے ملک میں جو مختلف گروہ پائے جاتے ہیں، مدیر محترم نے اُن کے اوصاف گنائے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک گروہ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:۔

" اُوپر کے گروہ (ج) میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اخلاص کے ساتھ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اشتراکیت میں خیر ہے۔ وہ اسلام سے متصادم نہیں۔ اس لئے ان دونوں کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ ان کا یہ خیال اس وجہ سے ہے کہ وہ اشتراکیت سے پوری طرح واقف نہیں اور اس وجہ سے بھی کہ ان میں سے کچھ کا تصورِ مذہب وہی روایتی تصور ہے یعنی مذہب نماز روزہ سے عبارت ہے اور اجتماعی زندگی کے باقی تمام اُمور وقت کے تصورات کے مطابق طے کئے جا سکتے ہیں "

"چراغِ راہ" کی اس اشاعتِ خاص میں " ناقابلِ انکار شواہد کی روشنی میں " اشتراکیت کی خام کاریاں اور گمراہیاں پیش کی گئی ہیں۔ اور اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے اکثر لکھنے والے جماعت اسلامی کے سکہ بند اصحابِ قلم ہیں۔ ایک عنوان ہے:۔

" عالمِ اسلام اور اشتراکیت کا چیلنج " اس کے شرکا مشہور انگریز مورخ " ٹائن بی، ڈبلیو منٹگمری واٹ کے علاوہ اے کے بروہی، چودھری محمد علی، جسٹس عبدالحمید اور مولانا مودودی ہیں۔ اس ضمن میں مولانا مودودی لکھتے ہیں:۔

" .... اس طرزِ بحث میں ہر وقت اس کا امکان ہے کہ اس (اشتراکیت) کی بنیادی ضلالت سے غافل ہو کر ہم اس کے بعض اجزاء کو ترک اور بعض اجزاء کو قبول کرنے کی غلطی میں مبتلا ہو جائیں اور یہاں تک کہہ گذریں کہ " خدا جمع اشتراکیت مساوی اسلام " مغربی تہذیب کا پیدا کردہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہر نظام درحقیقت خدا سے کفر اور بغاوت ہے اس کا کوئی جزو قابلِ بحث نہیں ہے، بلکہ کُل کا کُل غلط ہے ...."

یہاں مولانا سے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پھر "پارلیمانی جمہوریت کے بارے میں وہ کیا کہتے ہیں کیا وہ مغربی تہذیب کا پیدا کردہ نظام نہیں "

اس سے اگلا فقرہ جو مولانا نے لکھا ہے، وہ ملاحظہ ہو:۔

"انسان سرے سے خود مختار ہے ہی نہیں کہ اسے اپنے لئے زندگی کا راستہ خود تجویز کر لینے کا کوئی حق ہو ......"

"چراغِ راہ" میں کمیونزم کی جبریت کی شکایت کی گئی ہے۔ کیا اس تصور میں جو مولانا مودودی نے پیش کیا ہے، سرتا پا جبریت نہیں۔

چودھری محمد علی صاحب نے ایک "آزاد معاشرہ" تعمیر کرنے پر زور دیا ہے۔ لیکن اس دور میں "آزاد معاشرہ" بالآخر سرمایہ داری نظام ہی پر منتج ہوتا ہے۔ چنانچہ جس "آزاد معاشرہ" کا تصور چودھری صاحب نے پیش کیا ہے۔ اس کے لئے تو کسی حد تک "اشتراکیت" لازمی ہے۔ خواہ وہ برطانیہ کی لیبر پارٹی ہی کی اشتراکیت ہو۔

اس ضمن میں پروفیسر منٹگمری واٹ لکھتے ہیں:۔

"ایک طرف تو کمیونزم مسلمانوں کو یہ چیلنج پیش کرتا ہے کہ وہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل کر کے دکھائیں جس میں جدید ٹیکنالوجی کا مکمل استعمال بھی ممکن ہو سکے اور یہ چیز مسلمانوں کی صالح زندگی کی راہ میں رکاوٹ بھی نہ بن سکے .... مسلمانوں کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ مستقبل کے لئے ایک معاشرہ کا خاکہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ نئے معاشرے کے کچھ اجزا پہلے سے موجود بھی ہونے چاہئیں ......"

بروہی صاحب کے نزدیک کمیونزم چونکہ خالص مادی نظام ہے اور ایک مومن دنیوی زندگی میں الوہی مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہے، اس لئے دونوں میں کوئی میل نہیں ہو سکتا۔

اس بارے میں جسٹس عبدالحمید کی رائے بڑی دلچسپ ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

اکثر مسلمان ملکوں کی جو حالت ہے۔ اگر ان ملکوں میں سیاسی نقائص (خامیوں) اور اقتصادی اور معاشرتی خرابیوں کی اصلاح نہ کی گئی تو یقیناً کمیونزم وہاں آ کر رہے گا۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اُن کے مضمون کا ایک پیرا یہ ہے :-

" عام طور پر کہا جاتا ہے کہ مذہب ہی صرف کمیونزم کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ کمیونزم ایک اقتصادی نظام ہے جو مذہب کے ساتھ بھی چلایا جا سکتا ہے اس کا تجربہ روس میں ہو رہا ہے۔ جہاں بہت سے صوبوں میں کمیونزم کے باوجود مذہب بھی قائم ہے ...."

" عالمِ اسلام میں اشتراکی تحریک " کے باب میں مصر، شام، الجزائر اور عراق میں اشتراکی تحریک کی جملہ خام کاریوں کو جمع کیا گیا ہے۔

اس باب کے پہلے مضمون کا پہلا جملہ یہ ہے :" صدرِ مصر جمال عبد الناصر کا مقولہ ہے کہ سوشلزم شریعت اللہ ہے " اور حوالہ دیا ہے بیروت میں چھپی ہوئی ایک کتاب کا، اور لکھا ہے کہ " مصنف نے یہ مقولہ شامی ادیب زہیر شلق کے حوالے سے نقل کیا ہے "

اس چھوٹی سی مثال سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ لکھنے والوں کے پیشِ نظر کیا ہے۔

مضمون نگار خلیل حامدی کے مضمون کا جو مصر پر لکھا گیا ہے، آخری جملہ یہ ہے :" اسوان ڈیم صرف دس لاکھ ایکڑ زمین سیراب کر سکے گا، حالانکہ مصر کا ۹۶ فی صد صحرا ہے۔ اور تمام کاشت کار نیل کے ڈیلٹا اور کناروں پر آباد ہیں۔ دس لاکھ ایکڑ کی سیرابی کے لیے مصر نے اپنی تمام اقتصادی تر و تازگی کو اسوان ڈیم پر نچھاور کر رکھا ہے۔ ماہرین اسوان ڈیم کے بارے میں اس خطرہ کی نشان دہی بھی کر رہے ہیں کہ اگر کسی وقت دشمن نے اس ڈیم پر بمباری کر دی تو قاہرہ کا تاریخی شہر پوری طرح غرقاب ہو جائے گا "

یہ لکھنے کے بعد آخر میں ارشاد ہوتا ہے " ہم آخر میں صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہی وہ اشتراکی جنت ہے جس کی طرف سوشلزم کے علم بردار دُکھی انسانیت کو بلا رہے ہیں "

ہو سکتا ہے کہ اسوان ڈیم سے صرف دس لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہو۔ لیکن وہ ملک جہاں بارش بس برائے نام ہوتی ہے۔ اور نیل ہی پر زمین کو سیراب کرنے اور خود انسانوں کے پانی پینے کا انحصار ہے، وہاں دس لاکھ ایکڑ زمین کو نیل کے پانی سے سیراب کر کے قابلِ کاشت بنانا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ بے شک نیل کے ڈیلٹا میں زیادہ آبادی ہے، لیکن وہاں تو اب چپہ بھر زمین بھی بے کھیتی نہیں رہی آخر مصر کے ۹۶ فی صد صحرا سے ہی کاشت کے لیے زمین حاصل کی جا سکتی ہے اور اس کے لیے لا محالہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنانے پڑیں گے۔ اس سے پہلے اسوان میں ڈیم موجود تھا۔ اور صدر ناصر کی حکومت اسی کے قریب اب "سدِ عالی" اونچا ڈیم بنا رہی ہے۔

باقی رہا ڈیم کی تباہی کا خطرہ۔ تو یہ تو ہر ملک میں موجود ہوتا ہے، اور خود ہمارے ملک میں بھی ہے۔ لیکن اس خطرے سے ڈر کر ڈیم نہ بنانا اور زمین کو ناقابلِ کاشت رہنے دینا معلوم نہیں یہ کون سی عقل مندی ہے۔

مضمون نگار کی علمی دیانت ملاحظہ ہو کہ اُس نے اس سلسلے میں اسوان ڈیم سے پیدا ہونے والی بجلی کا ذکر نہیں کیا۔ اور نہ یہ بتایا ہے کہ اس بجلی سے اسوان کا خطہ جو پہلے غیر آباد تھا، اب بہت بڑا صنعتی مرکز بن جائے گا۔

اس میں شک نہیں کہ شام، عراق، مصر اور بعض دوسرے عرب ملکوں میں کمیونسٹ تحریکیں ہیں۔ اور وہ زیرِ زمین اور بالائے زمین مصروفِ جدوجہد ہیں، لیکن جہاں تک اس معاملے میں مصر کی سرکاری پالیسی کا تعلق ہے، وہ کمیونزم اور کمیونسٹ پارٹی کے خلاف ہے اور وہاں اس پر قانونی پابندی ہے۔ باقی رہی مصر کی اشتراکیت، صدر ناصر کا اصرار ہے کہ وہ اسلام کے خلاف نہیں۔ اور اسلام کے عدل اجتماع کے اُصولوں پر مبنی ہے۔

کمیونزم کے نظریات، اُس کے فلسفہ اور اُصول و مبادی پر اسلام کے نقطۂ نظر سے بڑے سنگین اعتراضات ہو سکتے ہیں، اور وہ ہونے چاہئیں۔ اس سلسلے میں زیرِ نظر شمارے میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے، ہر مسلمان جو اسلام کے عقائد اور اصولوں پر ایمان رکھتا ہے اُس کا خیر مقدم کرے گا، لیکن سوشلزم کے نام سے اُن تمام مسلمان ملکوں کو مطعون کرنا اور اُن کے نظم و نسق کی کوتاہیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا جن سے جماعت اسلامی کی بوجوہ سیاسی مخالفت ہے۔ مدیر چراغِ راہ خورشید صاحب کے مندرجہ ذیل دعویٰ کے حق میں نہیں جاتا:۔

"........ ہم نے جو بات بھی کہی ہے، دلیل کے ساتھ کہی ہے۔ سند کی بنیاد پر کہی ہے۔ اور علمی انداز میں اور افہام و تفہیم کے مقصد سے کہی ہے ...."

صفحہ ۲۰ اور ۲۸ پر خورشید صاحب نے اشتراکیت کے متعلق یہ بھی لکھا ہے:۔

"اشتراکیت نے بیسویں صدی کو نظریاتی مزاج دینے میں بھی غیر معمولی خدمات انجام دی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔ جغرافیائی قوم پرستی کے بُت پر اشتراکی عالمگیریت نے ایک نہایت ہی کامیاب ضرب لگائی ہے.....

"اشتراکیت نے بہت سے نئے تجربات بھی کیئے ہیں۔ اور یہ تجربات انسانیت کی مشترک میراث ہیں۔ اُن سے ہر قوم اپنی ضرورت، اپنے حالات اور اپنے اُصول و اقدار کی مناسبت سے استفادہ کر سکتی ہے۔ جس طرح ہم بہت سے معاملات میں مغربی سرمایہ داری کے کیئے ہوئے تجربات سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ....۔ اسی طرح اشتراکی تجربہ سے بھی بہت سی چیزیں سمجھی اور اخذ کی جا سکتی ہیں......"

"اشتراکیت نے اخلاق اور مذہب کی نفی کی ہے ...... لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے اس کی پکار پر لبیک کہا ہے، وہ اخلاق جس کی بنا پر کہا ہے۔ اس نے انسانوں کی توجہ کو سرمایہ دارانہ نظام میں برپا ہونے والے ظلم و استحصال اور بے انصافی پر مرکوز کیا ......"

اشتراکیت کے یہ "مفید اور مثبت پہلو گنانے کے بعد موصوف لکھتے ہیں:۔

"اس پہلو سے اشتراکیت غیر ارادی طور پر ایک مفید کام کرنے کا ذریعہ بنی ہے۔"

اگر محترم مدیر ذرا اور نظر پیچھے کی طرف لے جاتے تو وہ دیکھتے کہ اشتراکیت غیر ارادی طور پر عالم اسلام کے لئے کئی ایک اور مفید کام کرنے کا بھی ذریعہ بنی ہے۔ پہلی جنگ عظیم جب برطانیہ اور فرانس کی فتح پر ختم ہوئی، تو برطانوی فوجیں قسطنطنیہ پر قابض تھیں۔ سمرنا کا اناطولی علاقہ یونان کو بخش دیا گیا تھا۔ ایران براہِ راست برطانیہ کے تحت آگیا تھا۔ عراق، شام اور فلسطین میں برطانوی فوجیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور کابل تو انگریزوں کا وظیفہ خوار تھا ہی۔ روس کے اشتراکی انقلاب کی بدولت، غیر ارادی طور پر ہی سہی، مصطفےٰ کمال اناطولیہ سے یونانیوں کو اور قسطنطنیہ سے انگریزی فوجوں کو نکالنے میں کامیاب ہوا۔ اور ترکی کے مردِ بیمار کو نئی زندگی ملی۔ رضا شاہ نے ایران کی سرزمین سے برطانوی فوجوں کو نکلنے پر مجبور کیا۔ اور امان اللہ خان نے افغانستان کو آزاد کرایا۔ اس کے بعد ہی مصر اور عراق اور دوسرے مسلمان ملکوں میں آزادی کی جدوجہد شروع ہو سکی، اور ایک ایک کر کے یہ ملک آزاد ہوتے گئے۔

صدر ناصر لاکھ گردن زدنی سہی، لیکن اگر ۱۹۵۶ء میں مصر پر برطانیہ اور فرانس کا قبضہ ہو جاتا، تو آج نہ صرف عالم اسلام کی، بلکہ پورے ایشیا کی جو حالت ہوتی، اُس کا اندازہ کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاسکتا ہے۔ یہ اشتراکی روس کی دھمکی ہی تھی کہ حملہ آور رُک گئے۔ اور اُنہیں مصر سے اپنی فوجیں نکالنی پڑیں۔ الجزائر کی آزادی میں بے شک خود اہلِ الجزائر کا بھی بڑا ہاتھ ہے لیکن اُنہیں اخلاقی اور مادی مدد کہاں سے ملتی رہی؟

اور ابھی حال میں ہمارے ہی ملک میں ہندوستان کی جارحیت کی توسیع و تکمیل میں کون ہماری مدد کو پہنچا، اُسے سب جانتے ہیں۔

یہ عرض کرنے سے ہمارا مقصد دراصل یہ ہے کہ خدا کی اس خدائی میں چیزوں کو اس طرح دیکھنا کہ یا تو وہ بالکل سفید ہیں یا بالکل سیاہ۔ علمی و تحقیقی انداز نظر نہیں۔ اور اس سے تو خود اس خدائی کے پیدا کرنے والے خدا کی حکمت پر خدانخواستہ زد پڑتی ہے۔ ہر چیز کو اُس کے صحیح موطن میں دیکھنا چاہیئے۔ اور اُسی اعتبار سے اُس کے حسن و قبح کا جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مارکسزم، سرمایہ داری اور اُس سے پیدا ہونے والے استعمار اور اُس کے مفاسد کے قلع قمع کے لئے وجود میں آئی۔ اس نے بہت حد تک اپنا یہ تاریخی فریضہ ادا کیا۔ ہمیں اُس کے ان کارناموں کا کھُلے دل سے اعتراف کرنا چاہیئے جیسا کہ علامہ اقبال نے کیا۔ مرحوم نے اپنے فارسی و اُردو اشعار اور انگریزی لیکچروں میں اشتراکیت کے ان پہلوؤں کی تعریف کی ہے اور اُنہیں خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔ اس دائرہ میں بھی اگر آپ اشتراکیت کو بُرا بھلا کہتے ہیں، جیسا کہ عام طور پر زیرِ نظر رسالے میں کہا گیا ہے، تو یہ اسلام کی نہیں، بلکہ موجودہ سرمایہ داری اور استعمار کی خدمت ہے۔ باقی رہا انسانی فکر و نظر کا وہ ارتقاء جو کبھی ختم نہ ہوگا، اور جس کے مطابق بلند سے بلند تر قدریں اور اُنہیں عمل میں لانے کے حوصلے اور ولولے، جن کا محرک و رہنما قرآن مجید ہے، برابر پیدا ہوتے رہیں گے، اُس کی نظر سے جب مارکسزم کا مطالعہ کیا جائے گا، تو یقیناً اس میں خامیاں سامنے آئیں گی۔ اور اگر انسان کو آگے بڑھنا ہے تو اُن خامیوں کی برابر نشان دہی ہوتی رہنی چاہیئے۔

افسوس یہ ہے کہ اس رسالے میں بلند انسانی نقطۂ نظر سے سوشلزم کا بہت کم احتساب کیا گیا ہے۔ اور زیادہ تر اس عالمی تحریک کو اُسی زاویئے سے دیکھا گیا ہے، جو جماعت اسلامی کے لئے خاص ہو گیا ہے، اور وہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک اُسی سے ہر چیز کو دیکھنے کی عادی ہو گئی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوشلزم اس عہد کا ایک مقبول عام نظام ہے۔ بعض اُسے صرف اقتصادیات تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اس کی حیثیت ایک ہمہ گیر مذہب کی ہے۔ سوشلزم سرمایہ داری نظام کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ اور اس لحاظ سے اُسے انسانی تاریخ کے ایک اہم موڑ کی حیثیت حاصل ہے۔ اب اسلام کا سوشلزم کو مدمقابل بنا کر پیش کرنا اور اس طرح اس کی مخالفت کرنا کہ اسلام کے مقابلے میں وہ سرتا پا شر ہے ہمارے نزدیک دانش مندی کا ثبوت نہیں۔ سوشلزم کو تاریخی قوتوں نے جنم دیا ہے، اور تاریخی قوتوں کا سرے سے انکار کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ کچھ بعید نہیں کہ ہمیں اپنی اقتصادیات، اپنے معاشرے اور نظام حکومت کو بہتر بنانے کے لئے سوشلزم کے بعض اسالیب کو اپنانا پڑے۔ اس صورت میں "چراغِ راہ" جیسے رسالوں نے اسلام کو سوشلزم کے ہر پہلو کا جس طرح ضد ثابت کر دیا ہوگا۔ اس سے عوام کے دلوں میں بڑی اُلجھنیں پیدا ہوں گی۔ اور خذ ما صفا ودع ما کدر کا امکان کم رہ جائے گا۔

مثال کے طور پر مولانا مودودی سالہا سال جمہوریت (ڈیموکریسی) کو کفر و شرک بتاتے رہے اور آج اسی جمہوریت بلکہ پارلیمانی جمہوریت کے سب سے بڑے علم بردار ہیں۔

بہرحال چراغِ راہ کے سوشلزم نمبر کا شائع ہونا اس لحاظ سے بڑا اچھا ہے کہ اس سے سوشلزم پہ بحث کے دروازے کھلیں گے۔ اور جس طرح اس میں سوشلزم کو اسلام کی ضد ثابت کیا گیا ہے، ممکن ہے دوسرے لوگ اسلام اور سوشلزم میں قربت و یک جہتی کے نقاط ڈھونڈیں۔

رسالے کی ضخامت ۵۲۰ صفحے ہے۔ نیوز پرنٹ پر چھپا ہے۔ کتابت اور چھپائی بہت اچھی ہے۔ کتابت کی غلطیاں شاذ و نادر ہی ہیں۔ قیمت چھ روپے۔ ملنے کا پتہ: منیجر چراغِ راہ۔ یوسف منزل، ہرمزجی روڈ، کراچی۔

(م ۔ س)

مطبع: استقلال پریس لاہور
طابع: ظہیر الدین۔
ناشر: ڈاکٹر فضل الرحمن، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی۔ اسلام آباد (پاکستان)

© rasailojaraid.com